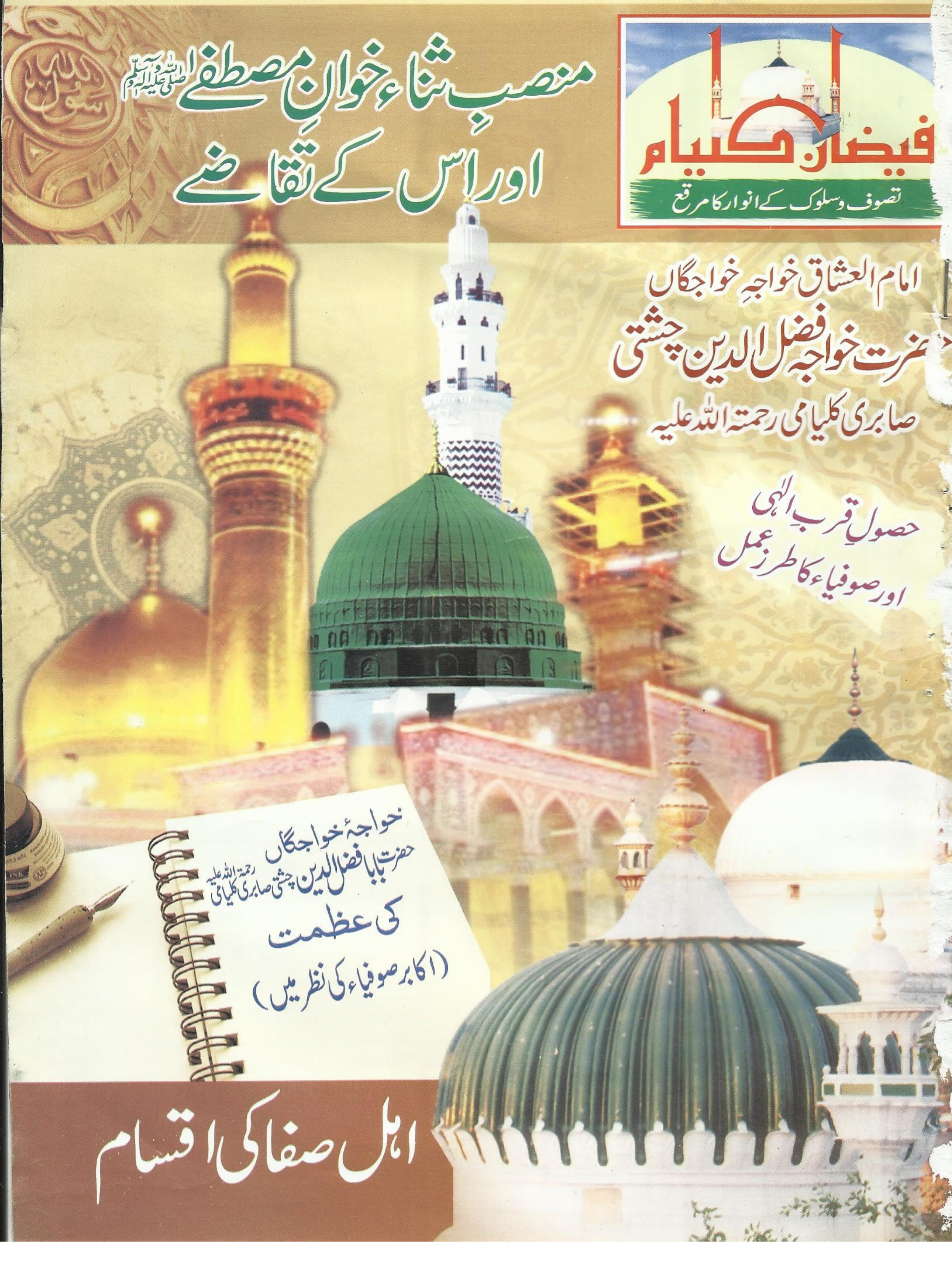

فیضانِ کلیام
تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع
منصبِ ثناء خوانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اس کے تقاضے
امام العشاق خواجہِ خواجگاں
حضرت خواجہ فضل الدین چشتی
صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ
حصولِ قربِ الٰہی
اور صوفیاء کا طرزِ عمل
خواجۂ خواجگاں
حضرت بابا فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ
کی عظمت
(اکابر صوفیاء کی نظر میں)
اہل صفا کی اقسام

بفیضان نظر

قدوۃ الحق والدین، خواجہ خواجگان، شیخ عالم، شہنشاہ چشت

حضرت خواجہ **معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری**رحمۃ اللہ علیہ

زبدۃ الاولیاء، شیخ کامل، پیر طریقت

بانی سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف

بفیضان کرم

حضرت خواجہ **حافظ محمد شریف خان** چشتی صابری کلیامیؒ

سلطان العاشقین، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ **فضل الدین** چشتی صابری کلیامیؒ

بفیضانِ کرم

حضرت خواجہ **میاں ولایت حسین** چشتی صابری کلیامیؒ

حسن ترتیب

فیضانِ کلیام

تصوف وسلوک کے انوار کا مرقع

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ بشارت حسین کلیامی

مدیران اعزازی

صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسیم صدیقی

مجلس مشاورت

پروفیسر اکمل حسین ترمذی

مرزا محمد انور بیگ ایڈووکیٹ

محمد افتخار مرزا ایڈووکیٹ

غلام شبیر مرزا، ایاز احمد مرزا

غلامہ خورشید عالم صابری

پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی

پروفیسر ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

مجلس ادارت

صاحبزادہ سید عمار یاسر ہمدانی

صاحبزادہ شمس العارفین مرزا

صاحبزادہ طارق مسعود مرزا

صاحبزادہ خالد سعید مرزا

منصور احمد مرزا

قانونی مشیر

سید عقیل عباس ہمدانی ایڈووکیٹ

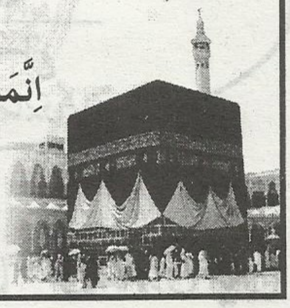
فخر الدین علی احمد مرزا ایڈووکیٹ

گرافکس اینڈ پرنٹنگ

عمران علی ملک، محمد دلنواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان رب العالمین



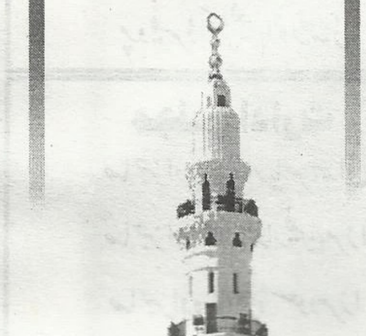
اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا O (الاحزاب 33)

ترجمہ: اے (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے (رجس بمطالب گناہ، عذاب، ہر عیب) اور تمہیں پاک صاف کر دے۔

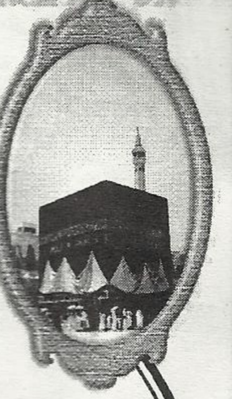
فرمان رحمة اللعالمین

عن ام سلمه زوج النبی صلی الله علیه وسلم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فی بیتها علی منامة له علیه کساء خیبری فجاء ت فاطمة ببرمة فیها خزیرة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ادعی زوجک و ابنیک حسنا و حسینا فدعتهم فبینما هم یاکلون اذا نزلت علی النبی صلی الله علیه وسلم اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا O فاخذ النبی صلی الله علیه وسلم بفضله فغشاىٔ هم ایا ها ثم اخرج یده من الکساء والوی بها الی السماء ثم قال اللهم هؤلاء اهل بیتی.

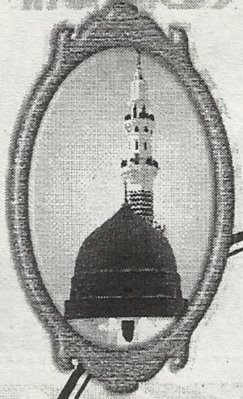
وفی روایة و خاصتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا قالها ثلاث مرات. قالت ام سلمه فادخلت رأسی فی الستر فقلت یا رسول الله انا معکم فقال انک الیٰ خیر مرتین.



حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ان کے گھر بستر پر آرام فرما تھیں اور اوپر خیبر سے لائی ہوئی ایک اونی چادر لی ہوئی تھیں۔ اس حال میں جناب حضرت فاطمہؓ ایک برتن لائیں جس میں طعام تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنے خاوند (حضرت علیؓ) اور دونوں بیٹوں (حضرت) حسنؓ اور (حضرت) حسینؓ کو بھی بلا لو جب یہ حضرات کھانا تناول فرما رہے تھے تو یہ آیت "اے (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کر دے (رجس بمطالب گناہ، عذاب، ہر عیب) اور تمہیں پاک صاف کر دے۔" نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا کچھ حصہ ان کے اوپر ڈال کر انھیں اس میں ڈھانپ لیا۔ پھر چادر سے ہاتھ نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اے خدا یہ میرے خاص اہل بیت ہیں۔ ان سے رجس اور ناپاکی زائل فرما کر انہیں خوب پاک فرما دے۔ آپ ﷺ نے تین بار اس طرح فرمایا۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے چادر کے اندر سر کر کے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ ہوں۔ آپ ﷺ نے جواباً دو بار فرمایا تو بھلائی کی طرف ہے۔ (مسند احمد)



الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول اللہ



حمد باری تعالیٰ

شہ رگ سے بھی قریب ہے تو میرے کبریا!
تیرے لئے زمان و مکاں کی بھی حد نہیں

تشبیہ کس سے دوں تیرے حسن و جمال کو
خلقت کے پیرہن میں تیرے خال و خد نہیں

ہر در جو بند ہو تو تیرا در کھلا رہے
کوئی اپیل تیری عدالت میں رد نہیں

ہر اِک محاذ فکر پہ ثابت ہوئی یہ بات
تو حاصلِ جنوں ہے متاعِ خرد نہیں

یوں تو خیالِ غم سے لرزتی ہے سانس سانس
تو پاس ہو تو خوفِ عذابِ لحد نہیں

ناطق جعفری

مسند نشینِ عالمِ امکاں تمہی تو ہو

مسند نشینِ عالمِ امکاں تمہی تو ہو
اس انجمن کی شمعِ فروزاں تمہی تو ہو

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ زارِ حسنِ درخشاں تمہی تو ہو

دنیائے ہست و بود کی زینت تمہی سے ہے
دونوں جہاں کے والی و سلطاں تمہی تو ہو

تم کیا ملے کہ دولتِ ایماں ملی ہمیں
ایمان کی تو یہ ہے کہ ایماں تمہی تو ہو

دنیاء و آخرت کا سہارا تمہاری ذات
دونوں جہاں کے والی و سلطاں تمہی تو ہو

اختر کو بے نوائی دنیا کی فکر کیا
ساماں طرازِ بے سر و ساماں تمہی تو ہو

اختر شیرانی

اداریہ

شاہ است حسین پادشاہ ہست حسین

دین است حسین دیں پناہ ہست حسین

سر داد نہ داد دست دردستِ یزید

حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم الحرام سے ہوتا ہے۔جس میں اسلام کی بنیادوں کو خونِ آلِ نبی اولادِ علیؑ سے سیراب کیا گیا اور کربلا کے میدان میں شہسوارِ دوشِ پیغمبر،لختِ جگر سیدۃ النساء العالمین جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور مولائے کائنات جناب حیدر کرار کے نورِ نظر اور آپ کی ذریت مطہرہ نے اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جانوں کی قربانی دے کر وہ مثال قائم کی کہ آج تک دنیا والے انگشت بدنداں ہیں ۔ یہ انہیں کا کام تھا اور انہوں نے ہی کیا۔ اسطرح وہ قیامت تک ظالموں ، فاسقوں ، فاجروں اور چیرہ دستوں کو یہ پیغام دے گئے کہ دینِ اسلام پر جب بھی تم دست درازی کرنے کی کوشش کرو گے تو حق پرست اور اہل اللہ تمہارے راستے کی رکاوٹ بنیں گے اور اس کام کے لئے اگر انہیں اپنے جان مال،عزت و ناموس کی قربانی بھی دینی پڑی تو وہ ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

شہدائے کربلا کا یہ پیغام ہمیشہ آغازِ سالِ نو پر تروتازہ ہوجاتا ہے اور قرآن کے یہ فرامین

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًا

ترجمہ: اے (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سوا اس کے نہیں چاہتا کہ وہ ناپاکی کو تم سے دور کردے (رجس بمطالب گناہ، عذاب، ہر عیب) اور تمہیں پاک صاف کردے۔ (الاحزاب 33)

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط

ترجمہ: کہہ دیجیئے اے محمد ﷺ میں تم سے اس امر پر کوئی اجر نہیں مانگتا لیکن دوستی اہل قرابت کی (الشوریٰ:۲۳)

پر سے ہمیں اہل بیت رسول ﷺ کی عزت و توقیر اور محبت والفت کی طرف لے جاتے ہیں۔

مگر ہم دنیا میں مگن مال و دولت ، جاہ و منصب کے پجاری اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بیگانے ہو کر ایک کان سے سنتے اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ یہ دین ہمیں کتنی قربانیوں کے بعد ملا اور اس پر کس قدر ظالم جابر، فاسق، فاجر حکمران اپنی طاقت کے نشے میں بدمست جھوٹی امارت کا سکہ بٹھانے کی کوشش کرتے رہے۔

محرم الحرام سے اسلامی سال کا آغاز اور شہدائے کربلا کی قربانیاں ہمیں آج بھی یہ پیغام دے رہی ہیں کہ اے امت مسلمہ تم اگر اللہ کی توحید اور حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے میں مخلص ہو تو کبھی بھی بے دین ، ظالم ، جفاپیشہ، نام نہاد، جھوٹے کی پیروی ہرگز نہ کرنا۔تم صرف اسی کو اپنا رہبرو رہنما، قائد اور مرشد ماننا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تعلق میں سچا، کھرا اور حق پر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ اور آپ کی آل اور صوفیاء سے سچی محبت نصیب فرمائے۔

مدیر

حصولِ قربِ الٰہی اور صوفیاء کا طرزِ عمل

پروفیسر صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا ایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او نقص منه قلیلا او زد علیه و رتل القرآن ترتیلا

اے چادر لپیٹنے والے رات کو قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کر لیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن مجید کو

اس سورۃ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو اپنی بارگاہ عالی میں حاضری کے لئے ایک خاص طریقہ اور خاص وقت بتایا۔ کہ جب آپ دن کی تھکاوٹ اور کام کاج سے فارغ ہو کر کچھ آرام فرمالیں تو پھر اُٹھ کر میری خدمت میں حاضر ہوں اور وقت حضوری رات کا آخری حصہ مقرر کیا گیا۔ اور پھر فرمایا کہ اس میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور وہ تلاوت ایک خاص کیفیت میں ڈوب کر ٹھہر ٹھہر کر ہونی چاہئے۔

اللہ رب العزت نے رات کے آخری وقت میں حضور ﷺ کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم اسلئے ارشاد فرمایا کہ خود رب تعالیٰ بھی رات کے آخری پہر آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس چیز کا ذکر احادیث مبارکہ میں یوں کیا۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اس وقت نازل ہوتا ہے جبکہ رات کی تہائی باقی رہ گئی ہوتی ہے۔ اور فرماتا ہے کہ کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ کیا کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائے۔ کیا کوئی قید میں گرفتار ہے کہ اس کو قید سے رہا کر دیا جائے۔ نمازِ صبح کے اختتام تک اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اوپر (عرش) چڑھ جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے ایک دوسری روایت مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف اس وقت نازل ہوتا ہے جبکہ رات کی آخری تہائی باقی ہوتی ہے۔ تو فرماتا ہے۔ کیا میرے بندوں میں کوئی بندہ ہے جو مجھے بلائے تو میں اس کی دعا قبول کروں۔ کیا کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے جو مجھے پکارے تو میں اسے معاف کر دوں۔ کیا کوئی رزق میں تنگ دست ہے جو مجھے بلائے اور میں اس کے لئے رزق کھینچ لاؤں۔ کیا کوئی مظلوم ہے جو مجھے یاد کرے تو میں اس کی مدد کروں۔ کیا کوئی قیدی ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کو آزاد کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسی طرح طلوع صبح تک فرماتا رہتا ہے پھر اپنی کرسی پر بلند ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ رب العزت حضور ﷺ کو مخاطب فرما کر آپ کی ساری امت اپنا قرب، رضا اور محبت حاصل کرنے کا اور مقبولانِ بارگاہ میں شامل ہونے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ جس کی تشریح حضور ﷺ کے فرامین سے ہوتی ہے کہ جب بھی تم رب کے حضور قرب کی منزلیں حاصل کرنے کا ارادہ کرو تو رات کے آخری پہر اٹھ کر رب کے حضور قیام کرو اور اسی کے کلام مقدس کو حرزِ جاں بناؤ تو وہ تم پر اپنی رحمت کے سارے دروازے کھول دے گا اور تمہیں پنا قربِ خاص عطا فرما دے گا۔

انہی تعلیمات کو حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ نے اپنے لئے مشعل راہ بنایا اور قربِ خداوندی اور وصالِ محبوب حقیقی کی منزلوں سے ہمکنار ہوئے۔ آپ کو ان راہوں سے آشنا کرنے والے آپ کے جد امجد بانیء سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ تھے جس کا آپ ہمیشہ ذکر فرماتے۔ انہوں نے ہمیشہ راتیں اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں قیام میں گزاریں اور اپنے مریدین کو بھی یہی راستہ سکھایا

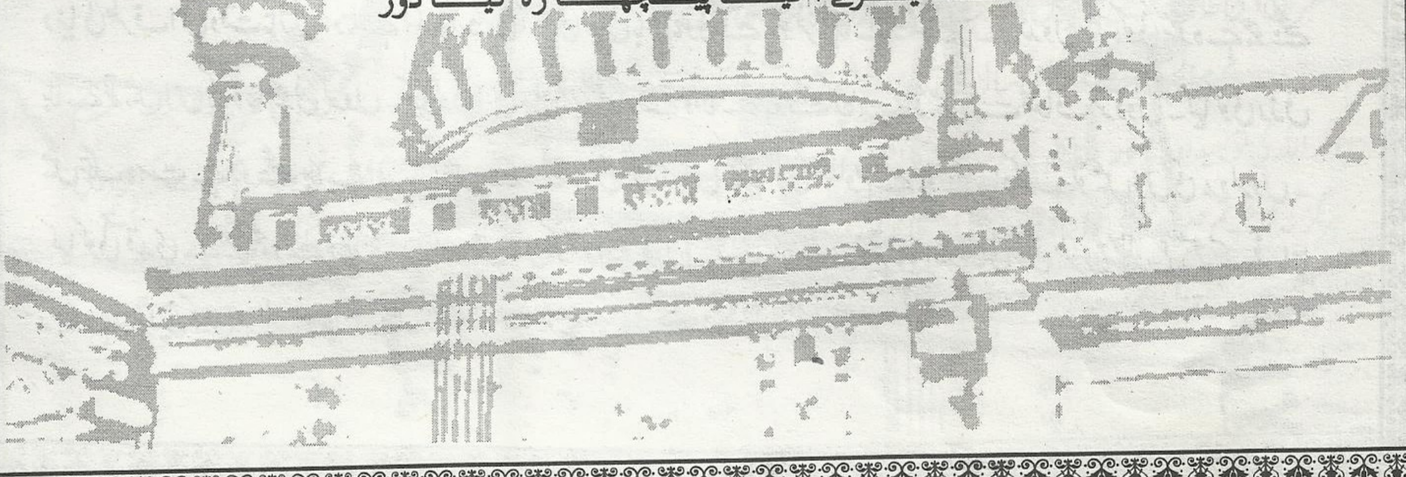
ایک موقع پر آپ کے ایک مرید (راجہ افتخار، رتہ راولپنڈی) نے آپ سے سوال کیا کہ مجھے بھی آپ دولت فقر عطا فرما دیں تو اس پر آپ نے فرمایا ''ٹھیک ہے، لیکن تم صبح تہجد کے وقت بیدار ہوا کرو اور قرآن مجید کا ایک سپارہ تلاوت کیا کرو۔ اس پر اُس نے عرض کیا کہ ایک سپارہ پڑھنا مشکل کام ہے۔ تو آپ نے فرمایا اچھا آدھا سپارہ پڑھ لیا کرو تو اس نے عرض کیا کہ آدھا سپارہ بھی مجھ جیسے آدمی کے لئے مشکل بات ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا ایک پاؤ پڑھ لیا کرو اس پر اس نے آپ کی شفقتوں کا سہارا لیکر عرض کی کہ حضرت میں صبح **8** بجے پورا سپارہ ہی پڑھ لیا کروں گا کیونکہ تہجد کے وقت بیدار ہونا مشکل ہے۔

اس پر آپ نے جلال میں آ کر فرمایا

''تم سو کر فقیری حاصل کرنا چاہتے ہو''

آپ اکثر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

جاگ فریدا سُتیا جھاڑو دے مسیت
تو سُتا رب جاگدا تیری ڈاھڈے نال پریت
جاگ فریدا سُتیا داڑھی آئی آ بُور
آگا نیڑے آگیا پچھا رہ گیا دُور



خواجہ خواجگاں حضرت بابا فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت

(اکابر صوفیاء کی نظر میں)

اقتباس از ''ملفوظاتِ مہریہ'' (پیر سید مہر علی شاہ گیلانیؒ کے ملفوظات) جمع کردہ: حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحب پشاور

عالم ربانی عارف لاثانی حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گیلانیؒ اپنی ملفوظات میں خواجہء خواجگان حضرت بابا فضل الدین کلیامیؒ کا مختلف جگہ بڑی محبت اور دلی نیاز کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ ملفوظاتِ مہریہ ص ۲۷ پر آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

''مجھے اُن (بابا فضل الدینؒ) کے ساتھ دلی نیاز تھا۔ کیونکہ اُن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک نسبت یعنی مقامِ ذکر حاصل تھا۔ اور وہ اپنے مقام میں صادق تھے۔ جب میں اُن کے پاس جایا کرتا تھا، علماء وغیرہ اعتراض کرتے تھے کہ فلاں (پیر صاحب) ایسے آدمی کے پاس جاتے ہیں جو تارک الصلوۃ ہے۔ لطف یہ کے جو آدمی میاں صاحبؒ کی خدمت میں رہتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ باباجی صاحب آپ کے ساتھ نہایت مہربانی کرتے ہیں آپ بھی نماز و تسبیح وغیرہ کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ میں جواب میں کہا کرتا تھا کہ اگر میاں صاحب خود بھی مجھ کو کہہ دیں کہ نماز چھوڑ دو میں ابھی تم کو اپنی مانند کرلوں گا۔ تو بھی میں یہ امر قبول نہ کروں گا۔ بلکہ میں اگر یہاں رہوں تو ان کو بھی نماز کی طرف راغب کرلوں اور نیز یہ کہ اگر سارے علماء جمع ہو کر مجھے مانع ہوں کہ میاں صاحبؒ کے پاس نہ جاؤ، میں یہ بھی قبول نہ کروں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ بڑا تعلق ہے اور میں محض اسی لحاظ سے اُن کے پاس جایا کرتا ہوں۔ مجھے اُن کے باقی امور کے عدم التزام سے کیا غرض۔''

ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا کہ مزارات کے آگے سجدہ کرنا، ان پر رخسار ملنا اور ان کے گرد طواف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

آپؒ نے فرمایا ''شرع ظاہر ان امور کی اجازت نہیں دیتی اے لئے میں کیسے ان کے جواز کا فتویٰ دے سکتا ہوں''

پھر اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے سُنا ہے ان امور کی اجازت حضور سیالوی سے ان کے ملفوظات میں ثابت ہے۔

فرمایا کہ ''وہ میرے پیر و مرشد ہیں میں ان کے حال سے تم لوگوں کی نسبت زیادہ واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا جو فرمان ہے اور اس کے رسول پاک ﷺ نے جو بیان فرمایا ہے وہ ہمارے لئے شریعت ہے ہمیں اس پر محکم اعتقاد رکھنا چاہئے۔

''مجھے میاں فضل الدین صاحب کلیامیؒ کی زندگی میں گاہے گاہے ان کے ساتھ صحبت کا اتفاق ہوا ہے۔ جس قسم کی نفسانی راحت کو توڑنے والی ریاضات شاقہ انہوں نے اٹھائی ہیں۔ اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی لیکن اہل ظاہر ان کے اندرونی درد اور شغلِ باطن سے بے خبر ہونے کے باعث ان پر قسم قسم کے اعتراض کرتے ہیں حالانکہ ان کا کوئی سانس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا۔ اور بوجہ کمال استغراق حال کے اشغال ظاہری کی طرف توجہ کرنے سے معذور تھے ممکن ہے ایسا کرنے سے ان کے ربط اور ارتباط میں فرق پڑتا ہو۔''

اقتباس از ''تشبیب الایام'' (سوانح حضرت صوفی عبدالرؤف نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ)، مصنف: پروفیسر راجا شکیل انجم

حضرت صوفی عبدالرؤف نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عبدالعزیزؒ (ڈفرے والوں) کے ایک مرید بزرگ خوبصورت روشن چہرہ میرے پاس مسجد ڈھوک کشمیریاں کے حجرے میں آیا کرتے تھے۔ وہ کھدر کا سفید لباس پہنتے تھے۔ مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے، خوبصورت آدمی تھے۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ:

ایک دن حضرت عبدالعزیزؒ (ڈفرے والی سرکار) چھت پہ چھتر تلے (یا طاق کہہ لیں) اس میں بیٹھ کر مراقب ہوئے۔ تیس (۲۳) دن گزر گئے۔ مرید پریشان جا جا کر دیکھتے کہ کہیں حضرت کا وصال تو نہیں ہوگیا۔ ۲۳ دن کے بعد مراقبے سے نکلے تو فرمایا کہ میں نے اِن ۲۳ دنوں میں مشرق، مغرب، شمال اور جنوب دیکھا۔ ہر طرف فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی گُوکیں (دھُومیں) پڑی ہوئی ہیں۔ بعد میں اس واقعے کی تصدیق میں نے کاکا جیؒ سے بھی کی۔ حضرت صوفی عبدالرؤف نقشبندیؒ نے مزید فرمایا:

بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے بہت بڑے زاہد تھے۔ خود دھوپ میں ساری زندگی گزار دی اور سنگھوری والے تھانیدار مرید کو ساری زندگی چھاؤں میں بٹھایا۔ آپؒ کے پاؤں کی طرف اُن کا مزار ہے۔ بابا فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ باشرع تھے۔ بس آخری عمر میں مجذوبیت غالب آ گئی تھی۔ آپ کے خلیفہ مولوی عبدالستار صاحب بھی باشرع تھے۔ بابا جی اپنے خدمت گزار کو کہا کرتے تھے جا اذان ہوگئی ہے، نماز پڑھ آ۔۔۔۔

میاں محمد بخشؒ، حضرت بگا شیرؒ، درکالی شریف کا مزار بنوا کر سنگھوری کی طرف سے گھر کے لیے جا رہے تھے۔ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ بابا فضل الدین کلیامیؒ سے ملاقات کی جائے۔ وہاں کہیں کسی مقام پر فرمایا کہ اگر میں یہاں سے ایک قدم بھی آگے بڑھاؤں تو جل جاؤں۔۔۔ یہ تھا حضرت بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کا عروج اور جلال۔۔۔ جیسے سدرۃ المنتہیٰ پہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

حضرت صوفی عبدالرؤف نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ ایک عورت مرشد پاک پیر سید چنن شاہ بخاریؒ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرا خاوند ایک کمرے میں بند ہوگیا ہے۔ بابا فضل الدین کلیامیؒ کا مرید ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے مرشد کی پیروی کر رہا ہوں۔

آپؒ نے فرمایا کہ اُس کا کھانا پینا بند کر دو خود باہر نکل آئے گا۔ ایسا ہی ہوا اور وہ بعد میں آپؒ کے پاس آیا اور آپ نے فرمایا کہ تم بابا فضل الدین کلیامیؒ ہو سکتے ہو؟

قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی اجازت

حضرت صوفی عبدالرؤف نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ویسے ہمارے سلسلے میں چلہ کشی نہیں اور مجدد پاکؒ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر زور دیا ہے۔ لیکن میں نے حضور مرشد پاک کی تقلید میں ایسا کیا ہے۔ بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے قصیدۂ غوثیہ کی اجازت چاہی، فرمانے لگے کہ ابھی صرف پہلا شعر پڑھا کرو۔ میں پہلا شعر پڑھتا رہا۔ اس دوران ایک دفعہ بابا فضل الدین کلیامیؒ کی زیارت ہوئی۔ عرس کا موقع ہے، مجھے بلاتے ہیں اور عرس کی بھیڑ میں خود بخود راستہ بھی بنتا جاتا ہے۔ مجھے اپنے ساتھ اونٹنی پر بٹھاتے ہیں اور قصیدۂ غوثیہ پڑھنے کی اجازت فرماتے ہیں۔ میں نے حضور مرشد پاک کو بتایا۔ فرمانے لگے: زکات دے لو۔۔۔ میں نے زکات دی پڑھتے ہوئے ٹھنڈسی پڑ جاتی ہے۔ حالانکہ قصیدۂ غوثیہ بہت جلالی ہے۔ چلہ کے بعد میری یہ حالت ہوگئی تھی کہ جس کو یا جدھر دیکھتا اُدھر ہی دیکھتا رہتا۔۔۔ میں نے حضور سے جا کر عرض کی۔ فرمانے لگے ابھی باقی تمام وظائف چھوڑ دو صرف درود شریف پڑھا کرو۔ جب یہ کیفیت ختم ہوگئی تو باقی وظائف شروع کر دینا۔

مولوی عبدالستارؒ کی کرامت:

میاں عبدالستار صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت طاقتور ، روحانی قوت کے حامل اور باشرع مرید تھے۔ ایک دفعہ آپؒ اپنے مریدوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مکڑی اِدھر اُدھر پھر رہی تھی۔ فرمانے لگے: اسے مت چھیڑو اس کی برأت آنے والی ہے۔ اس لیے یہ خوش ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب کا ایک مرید پشاور سے آیا، اس نے اپنا بستر پھینکا اس میں سے ایک مکڑا نکلا۔ دونوں آپس میں ملے اور سوراخ میں چلے گئے۔۔۔ آپؒ نے فرمایا: وہ دیکھو اس کی برأت آگئی ہے۔ میاں صاحب کا وہ مرید پشاور سے آیا تھا اور کلیام شریف ریلوے اسٹیشن پہ اُترا تا کہ مل کر آگے جاؤں۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت صوفی عب دالرؤف نقشبندی مجددیؒ نے فرمایا: "جب آدمی اِدھر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اتنی طاقت دے دیتا ہے کہ وہ حشرات الارض کی زبان بھی سمجھنے لگتا ہے، پرندوں کی زبان وغیرہ۔۔۔ مختلف پیغامات ہوتے ہیں ناں۔۔۔

از دروں شو آشنا از بیروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اپنی روح (باطن) سے اللہ کی بارگاہ تک آشنائی حاصل کر اور ظاہر سے بیگانہ نظر آ
اس طرح کی خوبصورتی اس جہان میں بہت ہی کم نظر آتی ہے

منصبِ ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ اور اس کے تقاضے

محمد افضل قادری

حضور تاجدارِ کائنات ﷺ روحِ ایمان ہیں آپ ﷺ کی ذات اقدس سے رشتہ ءمحبت استوار کیئے بغیر نہ تو لذتِ ایمان نصیب ہوسکتی ہے اور نہ ہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے تعلقِ عبودیت قائم ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ خالق کائنات تک پہنچنے کا واحد اور لازمی واسطہ ہیں لہذا سینے میں آپ ﷺ کی الفت ورحمت کے چراغ فروزاں کیئے بغیر جادہ مستقیم پر گامزن نہیں ہوا جاسکتا۔

شعر انسانی جذبات، عشق ومحبت اور درد وسوز کے اظہار کا موثر ترین ذریعہ ہیں ان منظوم جزباتِ محبت کا موضوع حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ہو تو اسے عرف عام میں نعت کہتے ہیں منظور نعتیہ کلام کا آغاز حضور ﷺ کے دور سے ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے خود کعب بن زہیر اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنھما جیسے شعراء سے نعتیہ اشعار سماعت فرمائے اور ان حضرات کو تحائف اور دعاؤں سے نوازا۔ تب سے یہ نورانی، وجدانی اور عرفانی سلسلہء کلام باقاعدگی کے ساتھ جاری وساری ہے۔ کسی عہد میں کسی زبان میں اور کسی بھی ملک میں نعت رسول مقبول ﷺ کا تسلسل نہیں ٹوٹا۔ ہر عہد کے سلیم الفطرت لوگ اپنی ذہانتوں کو کام میں لاتے ہوئے اس صنف شعری میں اضافہ کرتے رہے۔ برصغیر پاک وہند کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ نعت گوئی کو باقاعدہ فن بنانے اور اسلامی شعری ادب کے دامن کو حمد ونعت سے منور کرنے کا تاریخی کارنامہ قدرت نہیں انہی سے لیا۔ خصوصاً پاک وہند میں جب اردو زبان کا طوطی بولنے لگا تو مسلم شعراء نے دیگر اصنافِ سخن کی طرح نعت نویسی کو بام عروج تک پہنچایا۔ آج بجا طور پر یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ جس قدر نعت گوئی اور نعت خوانی اس خطہء ہندوپاک میں ہو رہی ہے پوری دنیا میں نہیں ہو رہی۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اس خطے کی اسی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

یہ امر قابل تحسین ہے کہ گزشتہ صدی کے دوران نعت گو شعراء اور ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ نے خطہء پاک وہند میں ربطِ رسالت کے احیاء اور فروغِ عشقِ رسول ﷺ کے لئے قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں بدعقیدگی مادیت پرستی، دین سے بیزاری اور نفسا نفسی کے اس پر آشوب دور میں انھوں نے زبان وقلم سے نہ صرف گستاخی وبے ادبی کے بلاخیز طوفان کو روکا بلکہ کروڑوں افرادامت خصوصاً نئی نسل کے دلوں میں عشق ومحبتِ رسول ﷺ اور ادب واحترام اولیاء کی شمعیں بھی روشن کیں۔ بلاریب ناموسِ رسالت ﷺ پر کٹ مرنے کا جذبہ پیدا کرنے اور گلی محلوں سے لیکر مقتدر طبقات کے ایوانوں تک نعتیہ کلچر کو فروغ دینے میں ان کی گراں قدر خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

عہد نبوی ﷺ میں ثناء خوان مصطفیٰ ﷺ کی بڑی عزت وتکریم کی جاتی تھی۔ وہ مدحتِ مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ عزت وناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے گستاخانِ نبی ﷺ کی حرزہ سرائی اور بے ادبی کا بھی مسکت جواب دیتے تھے۔ مدحت وثنائے مصطفیٰ ﷺ کی فضیلت واہمیت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ دربار رسالت کے نعت خوان حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے مسجد نبوی میں باقاعدہ ممبر

رکھا جاتا تھا جس پر چڑھ کر وہ آقا علیہ السلام کی موجودگی میں گلہائے عقیدت پیش کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبانی عہد نبوی میں آپ ﷺ کی موجودگی میں منعقد ہونے والی ایک محفل کا تذکرہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم يضع لحسان ممبرا في المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او قالت ينافح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

''حضور نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے ممبر بچھواتے جس پر وہ کھڑے ہو کر نبی اکرم ﷺ کی طرف سے فخر کرتے یا مدافعت کرتے''

حضور تاجدار کائنات ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ کی اس مدح وستائش سے خوش ہو کر ان کو درج ذیل کلماتِ تحسین سے نوازتے

ان الله يو يد حسان بروح القدس ما يفاخر او ينافح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

''بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فخر کرتے رہیں یا (فرمایا) مدافعت کرتے رہیں'' (ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۱۳۸، رقم: ۲۸۴۶)

حضرت حسان بن ثابتؓ کی طرح کئی صحابہ کرام نے نعت مصطفےٰ ﷺ کو باقاعدہ اپنی شاعری کا مرکز و محور بنایا ان کے کلام کا مجموعہ دیوانِ حسان بن ثابت کے نام سے چھپ چکا ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ مدحتِ مصطفےٰ ﷺ ایک قابل فخر اور باعث اجر و ثواب عمل ہے۔ نعت خوان جذب و شوق سے لبریز اور درد و سوز سے معمور آواز سے نہ صرف سامعین کی تسکین روح کا سامان کرتا ہے بلکہ انہیں احساس قربِ مصطفےٰ ﷺ سے بھی آشنا کرتا ہے لہٰذا ثناء خوانی جہاں ایک قابل افتخار منصب ہے وہاں ایک اہم دینی ذمہ داری بھی ہے۔ ماضی قریب میں محافل نعت کا مبارک عمل جہاں بڑی تیزی سے فروغ پزیر ہوا وہاں خود احتسابی کے فقدان اور اربابِ دانش و بینش کی عدم التفاتی کی وجہ سے بعض مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کا تعلق کسی خاص طبقے یا فرد سے نہیں بلکہ بحثیت مجموعی ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ علماء حق اور صاحبانِ فکر و نظر وقتاً فوقتاً ان اصلاح طلب پہلوں کی طرف توجہ مبزول کرواتے رہتے ہیں جس سے ہمیں اپنے رویوں، اعمال اور اخلاق کی اصلاح کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ذیل میں اسی حوالے سے چند معروضات پیش خدمت ہیں کہ

سرکارِ دو عالم ﷺ کی ثناء خوانی کے تقاضے کیا ہیں؟

ایک نعت خوان درج ذیل اوصاف حمیدہ کو اپنا کر نہ صرف یہ کہ نعت رسول ﷺ جیسے مسعود و مبروک عمل کی احسن طریقے سے خدمت کر سکتا ہے بلکہ معاشرتی اور سماجی حوالے سے سامعین کی فکر و اخلاقی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دے سکتا ہے۔

اسے سیرت و اخلاق میں عام لوگوں سے ممتاز ہونا چاہیے۔ — اطاعت و اتباع رسول ﷺ سے متصف ہونا چاہیے۔

ربط رسالت اور محبتِ رسول ﷺ کا پیکر ہو۔ — مال و دولتِ دنیا سے مستغنی ہو۔

کبر و رعونت اور تکلفات سے اجتناب کرتا ہو۔ — دل کے بنجر کھیت میں کرنیں اُگا دیتی ہے نعت

نقش باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت — نعت کہنے کیلئے دل پاک ہونا چاہیے

غرقِ الفت دیدہ نمناک ہونا چاہیے

(بشکریہ ماہنامہ ''منہاج القرآن'')

امام العشاق خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ

صاحبزادہ طارق مسعود کلیامی

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نہ صرف خود اللہ اور اُس کے حبیب مکرم ﷺ کے احکام اور تعلیمات پر عمل پیرا ہو بلکہ خدا جل جلالہ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام وفرامین دوسروں تک بھی پہنچائے۔اس فریضہ کو صحابہ اکرامؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ اور اولیاء اللہ کاملین نے بطور احسن انجام دیا۔وہ عوام وخواص کو صرف احکام ومسائل سے روشناس ہی نہیں کراتے تھے بلکہ انہیں کیف و گداز سے بھی آشنا کرتے تھے۔حلاوت ایمان کی لذت عطا کرتے اور اعمالِ صالحہ کی چاشنی سے بہرہ ور فرماتے تھے۔یہی وجہ تھی کہ خلق خدا کشاں کشاں ان کی خدمت میں حاضر ہوتی، ایمان اور جہاد و مجاہدہ کی دولت گراں مایہ حاصل کر کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتی۔اولیاء اکرام کا خصوصی وصف بے لوث و ہمہ گیر محبت ہے ان کی محبت کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جو شخص ان کے دامِ محبت کا اسیر ہو گیا وہ کافر تھا تو مسلمان ہو گیا اور فسق وفجور میں مبتلا تھا تو تقویٰ وطہارت کا پیکرِ جمیل بن گیا ان کے انفاس مبارکہ کی یہ کرامت ہے کہ پتھر دل لوگ اشک سحر گاہی سے وضو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، دریائے معصیت میں غوطہ زن افراد متقیوں کے امام بن جاتے ہیں۔

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

کروڑوں مسلمان ان کی برکت ایمان وتقویٰ کی دولت سے مالا مال ہیں، متحد پاک و ہند میں خلیفہ رسول سلطان الہند کشورِ ولایت کے راجہ حضرت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے پرچم اسلام بلند کیا۔ان کی مساعی جمیلہ سے لاکھوں افراد ظلمت، کفروشرک سے نکل کر اسلام کی شاہراہ پر گامزن ہوئے اور ابدی سعادت سے ہمکنار ہوئے۔آج بھی حضرت خواجہ خواجگاں کا دریائے فیض وکرامت کروڑوں افراد کو فیض یاب کر رہا ہے۔دہلی، ناگور، پاکپتن شریف، مہار شریف، تونسہ شریف، سیال شریف، گولڑہ شریف، جلال آباد شریف، کلیام شریف اور دیگران گنت خانقاہیں اسی آفتاب عالم تاب کی جلوہ گاہیں ہیں۔

آج میرا قلم ایک ایسی بارگاہِ ناز کی بوسہ زنی کرنے جا رہا ہے جن کو مخلوق خدا امام العشاق، وارثِ فیضان صابرؒ رونق بزم چشتیہ حضرت خواجہ میاں فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے نام سے یاد کرتی ہے۔آپؒ نسبی اعتبار سے خاندان عالیہ قریشی ہاشمی سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے اجداد مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے ہندوستان میں آباد ہوئے جن کی وجہ سے ضلع گجرات میں

ایک شہر محمدی پور مدینہ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں سے خطہ پوٹھوہار کے گاؤں کلیام سیداں میں آباد ہو گئے جو کلیام اعوان سے کچھ فاصلے پر ہے۔ آپؒ کے والدِ ماجد میاں فتح اللہ ہاشمیؒ بہت بڑے عالمِ باعمل تھے انہوں نے بہت سے لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تین فرزند حضرت غلام رسولؒ، حضرت نور احمدؒ اور حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابریؒ عطا کیے، آپ نے اپنے فرزندان کو ابتدائی دینی تعلیم سے نوازا۔

حضرت خواجہ فضل الدینؒ کی ولادت باسعادت سے بارہ سال قبل سرزمین کلیام نے ایک ایسی ہستی کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا جن کو لوگ خواجہ خواجگاں، راہ نمائے کاملاں، بانیِ سلسلہِ چشتیہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری دہلویؒ کے نام سے یاد کرتے ہیں آپ اپنے شیخ کامل حضرت سید مظہر علی شاہ جلال آبادیؒ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے خطہِ پوٹھوہار کی بستی کلیام اعوان میں جلوہ افروز ہوئے اور اس بستی کو روحانی مرکز اور عکسِ کلیر بنا دیا۔

آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، ہزاروں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم وعرفان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، اسی اثنا میں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جب شیخ کامل کی نظر اس مرید باصفا پر پڑی تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی روزِ ازل کی لگی پریت کے ظہور کا وقت آ گیا، پھر کیا تھا حضرتِ فضل الدین کلیامیؒ اپنے مرشدِ کامل کی خدمت اقدس میں شب و روز حصولِ علم وعرفان کے لئے حاضر رہتے اور سلوک کی منازل طے کرتے۔ حضرتِ خواجہ حافظ پاکؒ نے جس طور اس شہبازِ لامکاں کو اسیرِ کمند کیا حضرتِ اقبالؒ کا یہ شعر اس کی عکاسی کرتا ہے۔

در دشتِ جنون من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمتِ مردانہ

آج اسی شہبازِ لامکانی حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے گونا گون روحانی کمالات سے ان کے مرشد کا فیضان عیاں ہے۔ حضرت بابا جی کلیامیؒ نے اپنے شیخ سے ارادت، عقیدت، محبت اور وارفتگی کی جو مثال قائم کی وہ تا قیامت راہِ ارادت پر چلنے والوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ وقتِ آخر جب حضرت خواجہ حافظؒ بیمار ہوئے تو ایک دن احباب میں تشریف فرما تھے اور کھیر تناول فرما رہے تھے، تو ایسے میں آپ کا نوالہ الٹی کی صورت اسی برتن میں واپس گر گیا، حضرت بابا جی کلیامیؒ دیگر ارادت مندوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے آپ نے وہ اُلٹی والی کھیر کھالی اور وہ پیالہ بھی جس میں وہ کھیر پڑی تھی پیس کر پی لیا۔ حضرت بابا جی کلیامیؒ ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے مرشد سے علیحدگی گوارہ نہیں کرتے تھے، خواجہ حافظ صاحبؒ کے وصال کے بعد اُن کے قدوم مبارک کے سامنے ایک جھونپڑی (چھپری) میں بیٹھ کر ہر وقت مزارِ انور کی زیارت کرتے اور محوِ جمالِ یار رہتے۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ کے روحانی مقام کا احاطہ کرنا ناممکن ہے، نفس کشی میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے ،مسافرانِ عشق ومستی آپ کی ذات پر فخر کرتے ہیں۔آپ نے ساری زندگی تپتی ہوئی پتھر کی سِلوں (پڑیوں) پرنفسِ سرکش کو جلا کر گزاری جب آپ کو عاشقانِ رسول ﷺ کے امام حضرت بلالؓ کی یاد آتی اور تشنہ لب امامِ عالی مقام نواسہء رسول ﷺ کا زخموں سے چور وجودِ اطہر کا صحرائے کربلا میں تڑپنا یاد آتا تو حضرتِ کلیامیؒ چھُریوں سے اپنے وجود کو کاٹتے اور سوز وگداز میں ڈوب کر نمازِ عشق ادا کرتے۔سماع سے آپ کو خاص رغبت تھی ساز وآواز سے اپنے دردِ دروں کی تسکین کا سامان کرتے اس خطہ کے اکثر کاملین نے آپؒ سے فیض حاصل کیا خواجہ قاسم موہڑویؒ اور حضرت میاں محمد بخشؒ کو بھی آپؒ سے خاص ارادت تھی ،تاجدارِ گولڑہ خواجہ پیر سید مہر علی شاہؒ کا آپ سے خاص قلبی تعلق تھا قبلہ پیر صاحبؒ اکثر پاکپتن شریف جاتے ہوئے حضرت باباجی کلیامیؒ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ پاکپتن شریف میں عرس کے موقع پر آپؒ نے قبلہ پیر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ پیر جی اب دیکھنا حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے روزہِ اقدس کا کلس گھوم کر جھک جائے گا کیونکہ حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کی سواری معہ اصحابؓ آنے والی ہے اور کلس آپ ﷺ کی سلامی کے طور پر جھکے گا۔آپؒ نے پاکپتن شریف کے علاوہ کہیں بھی ظاہری طور پر حاضری کے لئے سفر نہیں کیا اور فرمایا کرتے تھے جو میرا ہو گا وہ پاکپتن شریف ضرور جائے گا۔

آپؒ کے خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے جبکہ آپؒ کے تین خلفاءِ باصفا حضرت سائیں محمد حسین صاحبؒ، حضرت سید امیر علی شاہ صاحبؒ اور خواجہ مولوی عبد الستار صاحبؒ کے مزاراتِ مقدسہ کلیام شریف میں ہی مرجع خلائق ہیں۔یہ تینوں حضرات باباجیؒ کی محبت میں ایسے گرفتار ہوئے کہ اپنے خویش واقرباء اور علاقوں کو چھوڑ کر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

حضرتِ باباجی کلیامیؒ کی کرامات کا سلسلہ بیان کا محتاج نہیں ہر لحہ آپ سے کرامات کا ظہور ہوتا تھا، دور دراز سے غموں اور دکھوں میں مبتلا عقیدت مند خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور گوہرِ مقصود سے اپنی جھولیاں بھر کر واپس جاتے۔آپ کا فیضان تا حشر جاری وساری رہے گا بلکہ روزِ محشر اپنے غلاموں کی شفاعت بھی بارگاہ شافع محشر ﷺ سے کروائیں گے۔آپ کا وصال **31** دسمبر **1892** بمطابق **7** جمادی الثانی ہوا آپؒ کی نمازِ جنازہ فاتح قادیان، علامہ زمان، قطب دوران حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ (گولڑہ شریف) نے پڑھائی۔

روایت ہے کہ جب حضرت پیر صاحبؒ نمازِ جنازہ پڑھانے کلیام اعوان ریلوے اسٹیشن پہنچے تو ظاہری طور پر حضرتِ کلیامیؒ وہاں موجود پائے گے اس طرح آپؒ نے قبلہ پیر صاحبؒ کا استقبال بھی کیا اور طالبانِ عرفان کو فنا وبقا کا مسلہ بھی سمجھا

دیا۔وصال کے کئی برس بعد **1937** میں عرس مبارک پر جب قوالوں نے حضرت بیدم شاہ وارثیؒ کا یہ شعر:

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے

تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

پڑھا تو آپ کے روزۂ اقدس کو رقص ہو گیا جو کئی گھنٹے جاری رہا۔ بعد از وصال روزہ مبارک کا رقص کرنا حضرت کلیامیؒ جیسے عاشقِ صادق اور شہیدِ محبت کی ابدی زندگی کی روشن دلیل ہے۔ جس کی مثال تذکروں میں بہت کم ملتی ہے۔

آپ کا عرس مبارک ہر سال **31** دسمبر تا **9** جنوری کلیام اعوان شریف ضلع راولپنڈی (نزد جی ٹی روڈ) میں پورے احتشام سے منایا جاتا ہے، لاکھوں کی تعداد میں ارادت مند حاضر ہو کر اپنی خالی جھولیاں بھرتے ہیں ساری ساری رات محفلِ سماع کا انعقاد ہوتا ہے، جو ایک بار آتا ہے یہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

ایسی آنکھوں پہ تصدق میری آنکھیں بیدم

جنہیں آتا ہے اغیار کو اپنا کرنا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باباجی کلیامیؒ کے فیضان عرفان سے مستفیض ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔اور آپؒ کے در ناز کی رونقوں کو مزید وسعتیں عطا فرمائے اور ساقی مے عرفان کا میخانہ سلامت رہے۔ (آمین)

آباد خدا رکھے تا حشر تیرا کوچہ

ہم نے تیری چوکھٹ پر اک عمر گزاری ہے

ہر طرف ظلم ہے قیامت ہے

جبر کے درمیاں امامت ہے

کر دیا ہے حسینؓ نے ثابت

کربلا عشق کی علامت ہے

(پروفیسر ڈاکٹر اطہر قسم صدیقی)

اہل صفا کی اقسام

تیمور احمد مرزا

خواجہ ءخواجگان حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کی ذاتِ پاک معیار ہے مجاہدہ ءنفس اور عشق و محبت الٰہی کا۔
لاکھوں زائرین ہمیشہ کی طرح اس سال بھی حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے اس چشمہ ءفیض سے جھولیاں بھرنے کلیام شریف جمع ہیں۔ یہ چشمہ ءفیض وعطاء بانی ءسلسلہ حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامی کے کلیام شریف میں آمد سے جاری ہوا اور بامرِ الٰہی پوری آب و تاب کے ساتھ سے جاری وساری ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ جو فانی اشیاء کا دِل دارہ ہوتا ہے فانی ءفنا ہو جاتا ہے اور اس کی تمام عبادت اکارت جاتی ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ کی وضاحب کے مطابق بعض نام نہاد گدی نشین بھی جعلی اہل صفا کی ایک قسم کہا جاسکتا ہے۔ ''اہل صفا'' تین جماعتوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔

(۱) صوفی (۲) متصوف (۳) مستصوف

صوفی کی انا فنا ہو جاتی ہے۔ حق اس کی زندگی ہوتی ہے وہ آلاتِ بشریت سے آزاد ہوتا ہے اور صحیح معنوں میں حقیقت حقائق سے واقف ہوتا ہے۔

متصوف وہ ہے جو اس مقام کو مجاہدہ سے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور اس کی کوشش کرنے میں مصروف ہو
عزیزانِ من اب تیسری قسم ٹھہری ہمارے کام کی کیونکہ سائیں خاندان اسی قسم میں شامل ہے

مستصوف جو روپے پیسے، طاقت اور دنیاوی جاہ حاصل کرنے کے لئے صوفیاء کی نقالی کر رہا ہو اور پہلی دونوں صورتوں سے بے خبر ہو۔ چنانچہ کہا گیا المستصوف عند الصوفية کا لذياب و عند غير هم کا لذياب مستصوف صوفیاء کے نزدیک مکھی کی طرح حقیر ہوتا ہے اور عام لوگوں کیلئے بھیڑیے کی طرح۔

الغرض صوفی صاحب وصول، متصوف صاحب اصول اور مستصوف صاحب فضول ہوتا ہے۔

اور یہی مستصوف لوگ بھڑیے کی طرح لوگوں کے ایمان کی چیر پھاڑ کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور اہل اللہ کے مزارات پر تبلیغ دین، محبت و عشقِ الٰہی کے درس کی بجائے اپنی جیبیں بھرنے اور دنیا میں اپنا نام پیدا کرنے اور خود کو نیکوکار اور متقی ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور اہل اللہ کے مزارات پر قابض ہونے کی وجہ سے وہ اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں۔ ہمارے عوام انتہائی سادہ اور محبت والے ہیں وہ صرف ظاہر کے حالات کو دیکھ کر اور صوفیاء کے مزارات پر بیٹھے ہونے کو دیکھ کر ایسے بہروپے کو درویش اور صوفی سمجھ بیٹھتے ہیں۔ جس سے ایسے جعلی افراد کو نہ صرف تقویت ملتی ہے بلکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور صوفیاء کا مخلصانہ طرزِ عمل بھی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ آج بھی کچھ ہوش مند حقائق سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور ان بہروپیوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ ہماری حاضری کا مقصد یہی ہے کہ ہم حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری کلیامیؒ کے مزار پُر انوار سے اس مۓ فیض کے جام حاصل کریں جو انہیں ان کے مرشد حضور حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ نے عطا کیا تھی۔

بانیء سلسلہ چشتیہ صابریہ کلیام شریف حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری کلیامیؒ کے جگر گوشہ

حضرت خواجہ میاں ولایت حسین چشتی صابری کلیامیؒ

کے مزار پرانوار "صابری آستانہ" مورت شریف تحصیل فتح جنگ میں

مدرسہ صابریہ ستاریہ تحفیظ القرآن

ترویج واشاعتِ دین کیلئے سرگرمِ عمل ہے

مدرسہ میں 50 حفاظ زیرِ تعلیم ہیں اور کئی طلباء فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کا عظیم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

سہولیات

- دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول کی تعلیم بھی
- تعلیم کے ساتھ بچوں کی اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ
- قیام وطعام کی بہترین سہولیات

مستند قرأ اور حفاظ کی زیرنگرانی حفظ قرآن وناظرہ کلاسز

مستقبل کے منصوبہ جات

دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم کے لئے صابریہ ستاریہ اسلامک کمپلیکس کا قیام

صابری آستانہ، کھیری مورت تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک